کشمیر کی آرائشی اشیاء پر

ایرانی تہذیب کی چھاپ

پروفیسر مرغوب بانہالی

یوں تو قدرت کے سخی ہاتھ نے فطری مناظر کے اعتبار سے بھی کشمیر کو پورے ایران خصوصاً خراسان کے ساتھ بڑی قریب کی مماثلت سے نواز رکھا ہے لیکن اُس سے کہیں زیادہ غور طلب چیز ایران اور کشمیر میں رہائش پذیر ہو گئے ہوئے قدیم آریائی نسل کے برادر قبیلوں کی وہ تہذیبی مماثلت ہے جو ماقبلِ تاریخ کے بعض آثارِ صنادید کے اعتبار سے بھی اتنی ہی قریبی اور گہری مماثلت سے عبارت ہے جتنی تاریخ کے دور جدید تک وہ اپنا رنگ ایک یا دوسری صورت میں قائم رکھ پائی ہے۔ گویا اگر ہم قدیم بُرزہامہ کے ماقبلِ تاریخ سے تعلق رکھنے والے دُور ترین تہذیبی آثار کو نقشِ رستم، خوزستان اور مداین کے آثار سے مماثل قرار دیئے جانے سے متعلق ماہرین عمرانیات کی رائے من وعن قبول کرنے میں کچھ تامُّل سے بھی کام لیں تو بھی جدید کشمیر کی تہذیبی زندگی کا ہر گوشہ" جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" کے مصداق تھوڑا سا غور کرنے پر ہم

پر یہ کیفیت طاری کر دیتا ہے کہ ہمیں قدرے تحریف کے ساتھ خود بخود یہ کہنے کی تحریک ملتی ہے کہ ع نظارہ دامنِ دل می کشد کہ اثر اینجاست۔ کشمیری تہذیب کے ہر گوشے پر ایرانی تہذیب کا اثر نمایاں ہونے کی بات آج ہم صرف ایسی سماجی تقاریب کے رکھ رکھاؤ تک محدود رکھیں گے جن تقاریب کی سجاوٹ سے متعلق چیزیں مغربی تہذیب کی یلغار کے باوجود آج بھی ایرانِ باستان کا قصۂ پارینہ سُناتی ہیں بلکہ جن میں ہزاروں سالوں پر محیط دو خطوں کے درمیان قائم رہے ہوئے تجارتی اور ثقافتی لین دین کی صدائے بازگشت بھی صاف سُنائی دیتی ہے۔

پہلے یہ بات ذہن میں رہے کہ زمانہ ماقبل تاریخ کے دوران کشمیر میں رہائش پذیر ہو گئے ہوئے اولین آرین قبیلہ کے لوگ یہاں منتقل ہونے سے پہلے اپنے اُن برادر قبیلوں کے ساتھ "ایرانو یج" نام کے مشترکہ گھر میں رہتے تھے جہاں وہ قدیم فارسی یا پہلوی، سنسکرت اور کشمیری کی مشترکہ ماں قرار دی جانے والی زبان بولتے تھے اُس ماضی بعید کے دوران ایران اور کشمیر میں رہائش پذیر ہو گئے ہوئے لوگوں کے خانہ بدوشانہ زندگی سے وابستہ محدود مگر قدیم لفظیات میں کئی طرح کی مشترکہ لسانی قدروں کی نشاندہی آسانی سے کی جا سکتی ہے مثال کے طور پر نوعِ انسانی کو شیر مادر کے بعد بہترین دودھ فراہم کرنے والی گائے جس کو فارسی اور کشمیری میں مشترکہ تلفظ کے تحت "گاو" کہا جاتا ہے۔ یا خانہ بدوشوں کا خانگی اسباب پر مشتمل چھوٹا موٹا بوجھ ڈھونے والا وہ حیوان جس کو سنسکرت کے برعکس فارسی اور کشمیری میں مشترکہ تلفظ کے تحت "خر" کہا جاتا ہے۔ بلکہ تہذیبی پیشرفت کے دوسرے موڑ پر جب خانہ بدوش قبیلے تجارت کو فروغ دینے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ناپ تول کے معاملے میں بھی کشمیری زبان کسی اور آریہ الاصل زبان سے زیادہ فارسی کا ہی اثر قبول کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اسی حیوان گدھے یا خر کے حوالے سے فارسی میں جس اچھے خاصے وزن کا نام خربار یا ایک گدھے سے اٹھایا جانے والا بوجھ رکھا گیا تھا اور جو مرورِ زمانہ کے ساتھ خربار سے خروار ہو گیا تھا۔ ہر چند کہ ان لفظوں کی "ب"

آواز کو" واؤ" آواز میں بدلنے کا رجحان کئی طرح سے کشمیری میں بھی زندہ رہ پایا ہے۔ مثلاً بن کو ون کہنا۔ بینگن کو وانگن کہنا۔ بندر کو واندر کہنا یا بال کو وال کہنا لیکن پھر بھی فارسی سے زیادہ اختصار کی طرف قایل رہی ہوئی کشمیری زبان نے خربار کو خروار کہنے کے بجائے "خار" کہنے کا اختصار پسند رجحان دکھایا ہے۔ اسی طرح خروار کے سولہویں حصے کو فارسی تراکم کے بجائے فقط ترک کہنا مناسب سمجھا ہے البتہ ایک ترک کے چوتھائی وزن کو ادا کرنے میں اختصار کے بجائے طوالت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ وہاں کشمیری زبان نے فارسی من کو مُنٹ کہنا اپنایا ہے۔ البتہ ناپ کیلئے فارسی میں رائج گز لفظ کو کشمیری لفظ گز ہی قائم رہ پایا ہے۔ ایران اور کشمیر کے درمیان بہت پہلے سے قائم تجارتی روابط اور لین دین کے نتیجے میں آہستہ آہستہ ثقافتی لین دین میں بھی پیشرفت ہوتی رہی ہے۔ کبھی پہلی اور تیسری صدی عیسوی کے آس پاس یہاں کے بدھ بھکشوں کے ایران جاکر وہاں بدھ مت کی اشاعت کرنے کے نتیجے میں اور کبھی دسویں اور چودھویں اور پندرھویں صدی کے آس پاس وہاں کے مسلم مبلغین کے یہاں آکر اسلام اور فارسی و عربی کی ترویج و اشاعت کرنے کے نتیجے میں۔ صدیوں پر محیط اُس تہذیبی لین دین اور ثقافتی رشتے کے نتیجے میں کشمیری زبان کا تہذیب نشان ذخیرۂ الفاظ بھی اُس فارسی زبان کے رنگ میں رنگ گیا ہے جو بہتر سرپرستی حاصل ہونے کے نتیجے میں اپنی چھوٹی بہن کشمیری زبان سے بہت پہلے اور بہت زیادہ تہذیب آشنا بن گئی تھی۔ کشمیر کی تقاریب میں آرائشی اشیاء کے طور پر استعمال ہونیوالی چیزوں کی براہ راست بات کرنے سے پہلے لِسانی روابط کے ایک اور پہلو کو ذہن میں رکھنا بھی مفید رہے گا۔ کشمیری زبان اپنے خاص مادر زاد رجحان اور افتادِ طبع کے تحت عربی اور سنسکرت سے بھی کہیں زیادہ فارسی سے ہی ایسے الفاظ مستعار لیکر اپناتی رہی ہے جن کا تعلق روزمرہ زندگی اور ماحولیات کی اساسی باتوں سے رہا ہے البتہ جن کا تہذیب آشنائی میں بھی خاص دخل رہا ہے کشمیری میں رائج ہزاروں فارسی الفاظ میں سے محض ابجدی ترتیب کے اعتبار سے ایسے دو تین درجن کی مثال پیش کرنے پر اکتفا کروں گا جو ٹھیٹھ فارسی ہونے کے باوصف کشمیری میں اس طرح سے گھل مل

Scanned with CamScanner

گئے ہیں کہ کشمیری زبان کا بڑے سے بڑا ماہر زبان بھی انکے برمحل متبادل الفاظ کشمیری میں فراہم نہ کر سکے گا۔ مثلاً الف مدسے شروع ہونے والے یہ چھتیس لفظ۔ جو عام کشمیری کو بھی بالکل اپنی زبان کے الفاظ معلوم ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ آب ۲۔ آبِ حیات ۳۔ آباد ۴۔ آتش بازی ۵۔ آتش پرست

۶۔ آثار ۷۔ آجدر یا اجدر ۸۔ آچار یا آنچار ۹۔ آخون صاب یا اخوند صاحب

۱۰۔ آخرکار ۱۱۔ آدابِ نماز ۱۲۔ آدمیت ۱۳۔ آرام ۱۴۔ آرزو ۱۵۔ آزاد ۱۶۔ آزار

۱۷۔ آسان ۱۸۔ آستان ۱۹۔ آسمان ۲۰۔ آسودہ حال ۲۱۔ آغاز و انجام ۲۲۔ آفتاب

۲۳۔ آفت ۲۴۔ آفرین ۲۵۔ آقا یا آغہ ۲۶۔ آگاہ ۲۷۔ آگاہی ۲۸۔ آل و اصحاب

۲۹۔ آلائش ۳۰۔ آماجگاہ ۳۱۔ آمادہ ۳۲۔ آمدنی ۳۳۔ آمیزش ۳۴۔ آویزہ

۳۵۔ آہستہ ۳۶۔ آئینہ یا آنہ۔

اب ہم اسی پس منظر میں تقاریب کشمیر کی آرائشی اشیاء سے متعلق چند باتیں کریں گے جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ چند تقاریب کو اظہار خوشی کی تقریبیں کہا جاسکتا ہے اور چند کو غم کی تقریبیں۔ خوشی کی کسی تقریب میں حاضرین محفل کو خصوصاً رونق محفل شخص کو چشمِ بد سے بچانے کیلئے جلد یا جانے والا کشمیری پِنْد اصل میں اپنی پوری تہذیبی روایت کے ساتھ اسی طرح سے فارسی اسپند یا دانۂ سپند ہے جس طرح غم کی کسی تقریب کے آغاز میں جلا دیا جانے والا کشمیری وُدرِہ اصل میں فارسی عُود یا عودِ ہندی کا مقامی تلفظ محسوس کراتا ہے۔ اب ہم دونوں طرح کی تقاریب کی سجاوٹ یا آرائش کیلئے استعمال میں لائی جانے والی چیزوں میں ایرانی تہذیب کی روح کو پہچاننے کی کوشش کریں گے۔ خوشی کی تقریبوں میں سب سے معروف تقریب کا تعلق شادی بیاہ سے ہوتا ہے اس میں وہ لوگ بھی اپنے آپ کو حسبِ استعداد اور حسبِ دستور سجاتے ہیں جو تقریب میں شمولیت کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ گھر بھی خوب سجاتے جاتے ہیں جن میں اس تقریب کے مختلف مرحلے طے کرانے مطلوب ہوں۔ افراد سے پہلے

چونکہ متعلقہ گھروں کی آرائیش پر ہی توجہ مرکوز کی جاتی ہے اسلئے مناسب ہوگا کہ پہلے اُن کے حوالے سے ہی اُس مثالگی اور آراستگی کا ذکر کیا جائے جو آنے والے مہمانوں کیلئے مطلوب اشیاء کی فہرست تیار کرواتی ہے اور وہ فہرست الف سے ییے تک نہ سہی بیشتر فارسی کے اُن الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جو ایران میں بھی کچھ عرصہ تک یا اب تک رائج رہی ہیں۔ مثلاً فرش۔ قالین تکیہ۔ مسند۔ بستره۔ غلاف۔ پرده۔ شمع۔ قلم۔ کاغذ جیسے فارسی الاصل الفاظ جو کشمیری میں ہُوبہُو اسی تلفظ سے برتے جاتے ہیں یا پھر ایسے الفاظ جن کا تلفظ کشمیری میں تھوڑا سا بدل جاتا ہے مثلاً لحاف کو لیف کہنا، چادر کو ژادر کہنا۔ یا کملی کو کمبل کہنا۔

یہ دونوں صورتیں تقاریب میں شمولیت کرنے والوں کے لباس اور دیگر آرائیشی اشیاء میں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً ہوبہو فارسی تلفظ قائم رکھکر کشمیری میں برتے جانے والے پوشاک یا لباس کے بعض عناصر اِن دو لفظوں کے سمیت چند ایک یہ ہیں: دستار۔ کلاہ۔ کسابہ۔ جامہ۔ پاڑیچہ۔ گلوبند۔ رومال۔ جراب اور موزہ وغیرہ البتہ بعض کا تلفظ کشمیری میں اُسی طرح تبدیل ہو کر قمیص کے صاد کو ضاد میں بدل کر اس کو قمیض بناتا ہے پائجامہ کی درمیانی یے کو حذف کر کے اس کو پاجامہ بناتا ہے۔ جس طرح پاؤں میں پہننے کی پیزار اور نعلین جیسی چیزوں کو بدل کر پاژار اور نالاڑی بنایا جاتا ہے حالانکہ ملبوسات کے سلسلے میں ایک بات بڑے افتخار سے بیان کرنے کے لائق ہے وہ یہ کہ تہذیبی لین دین کبھی یکطرفہ اثر پذیری کا ساتھ نہیں دیتا ہے چنانچہ دسویں صدی عیسوی کے دوران قومی فخریہ مثنوی شاہنامہ کے نام سے لکھنے والا ایران کا قومی شاعر فردوسی طوسی اِس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ امیرالمومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ نے جب حضرت سعد بن وقاص رضؓ کی سربراہی میں غازیوں کا کاروان ایران بھیجا اور صدیوں سے شہنشاہیت پر فخر کرنے والے ایرانی شکست سے دوچار ہو گئے تو انہوں نے اپنے شاہی محلات میں جن قیمتی چیزوں کو جلدی جلدی جمع کر کے بھاگنے کی راہ لی۔ ان چیزوں میں خاص رومی زربفت اور خاص چینی ریشم کی طرح خاص کشمیری شال بھی شامل تھے۔ ساتویں

Scanned with CamScanner

ساتویں صدی عیسوی کے ساتھ تعلق رکھنے والے اُس فراری تیاری کا منظر نامہ فردوسی نے اِن اشعار میں پیش کیا ہے:

کہ از تاج و از تخت و مہر و نگین   ہم اَن جامہ روم و کشمیر و چین

ہم از خوردنی ہا و ہر گونہ ساز   کہ مارا بباید بروز نیاز

بہرحال تقاریب کی تیاری سے متعلق فرش اور لباس کی مذکورہ اشیاء کے ساتھ ساتھ ایسے ظروف اور برتنوں کا خیال بھی آتا ہے جن کی ضرورت مختلف مرحلوں پر پیش آتی ہے۔ کشمیر کے بعض شہروں اور قصبوں میں ایسے بیشتر ظروف کرایہ پر دینے والے دکانداروں سے بھی حاصل کرلئے جاتے ہیں یا متعلقہ باورچی یعنی وازہ لوگوں کے ذریعے ہی حاصل کئے جاتے ہیں لیکن دیہات میں چند احساس مُروت رکھنے والے صاحب ثروت گھروں میں ایسے برتنوں کی اچھی خاصی تعداد پہلے سے موجود رکھی جاتی ہے اور اُنکے نادار یا غریب ہمسائے بھی بوقت ضرورت انکی ہی ہمسایہ نوازی سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ البتہ یہاں پر بھی یہ بات غور طلب ہے کہ ٹھیٹھ کشمیری زبان بولنے والے دیہات بھی ایسے برتنوں اور متعلقہ چیزوں کے ناموں کے متبادل تیار کرنے سے عاری رہے ہیں۔ یہاں بھی دونوں طرح کے تلفظ دیکھنے کو ملتے ہیں یعنی بعض کو ہُو بہُو فارسی لہجے میں مکرم کیا جاتا ہے اور بعض کو قدرے مقامی لہجے میں یاد کیا جاتا ہے۔ پہلی صورت کے عکاس برتنوں اور شائستگی کے ساتھ ضیافتیں پیش کرنے کی چیزوں کے نام ترتیب ملحوظ رکھے بغیر یوں لئے جا سکتے ہیں: دسترخواں۔ دندخلال۔ مجمہ۔ سرپوش۔ دیگ۔ قاشوہ۔ بُشقاب۔ فنجان۔ گلدان۔ عطردانی۔ طشت۔ چمچہ۔ تغاری تہ پیالہ وغیرہ۔

البتہ جہاں فارسی میں طشت کو بڑی گول ٹرے کے مفہوم میں برتا جاتا ہے وہاں کشمیری میں مہمانوں کو ہاتھ دُھلانے کا پانی پکڑنے والے خاص برتن کو اس نام سے نوازا گیا ہے۔ تلفظ کی تبدیلی دیگچہ جیسے فارسی لفظ کے استعمال میں بھی دیکھی جاسکتی ہے فارسی میں بے جان چیزوں کا اسم تغیر بنانے کیلئے "چہ" کو مابعد حرف یا SUFFIX کے طور پر

برتا جاتا ہے مثلاً صندوق سے صندوقچہ۔ باغ سے باغیچہ۔ کشمیری میں چھوٹی دیگ کو دیگ + چہ کہنے کے برعکس دیچہ وُآر یا دیگچہ کہا جاتا ہے۔ طشت کو فارسی میں بڑی گول ٹرے کے مفہوم میں برتنے کے ناطے ہی شاعروں نے آفتاب یا سورج کو طشتِ آتشیں اور چاند کو طشت سیمیں قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا ناموں میں سے نئی نسل کو اب فنجان اور بُشقاب جیسے فارسی الفاظ سے چنداں شناسائی نہ رہی کیونکہ اب ان میں ہی بالترتیب قہوہ پینے والے اور ہریسہ کھانے والے اہلِ ذوق نہ رہے تقاریب کے تعلق سے اسی مقالے کا اختتام ہم ایسی ضیافتوں کے ذکر پر کریں گے جن کے فارسی نام سُن کر آپکے شُستہ کشمیری بولنے والے مُنہ پانی سے بھر جائیں گے۔ تقریب خوشی کی ہو یا غم کی اس میں گوشت خوری کے سارے سابقہ ریکارڈ مات کرنے والے کشمیری حضرات بدعت پرستی کا الزام لگنے کی پرواہ کئے بغیر کہیں نہ کہیں سے وازہ وان کی گنجائش پیدا کر لیتے ہیں۔ وازہ وان الگ الگ ذایقوں پر مبنی گوشت کی زیادہ سے زیادہ قسمیں تیار کرانے کا نام ہی نہیں بلکہ ہر قسم اس کثرت و فراوانی سے مہمانوں کو پیش کرنے کا نام بھی ہے کہ اُن میں شامل کم خوری کا عادی شخص بھی دوگنا کھانے کا ارتکاب کرتا نظر آئے گا اور کم از کم ایک تہائی ضایع کرنے میں بھی شامل ہو جائیگا۔ خواہ وہ اندر سے وازہ وان کو غالب کا یہ شعر سنانے پر آمادہ بھی ہو کہ ؎

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُسکا آسماں کیوں ہو

آپ کے اور فارسی ناموں سے موسوم کشمیری ضیافتوں کے درمیان اس سے زیادہ حائل ہونا توہین شکم کا باعث ہو سکتا ہے اسلئے سُن لیجئے تقاریب کو چار چاند لگانے کی سب سے زیادہ خوشبودار اشیاء آرائش کے نام اِن میں بعض کے نام فارسی کے علاوہ تُرکی، روسی اور عبرانی سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ خیر یہاں پر ایسی لسانی بحث ذوقِ طعام کو ہی مجروح کریگی ہم وازہ وان میں شامل ضیافتوں کی اِس قسم کے نام پہلے لیں گے جن کا فارسی تلفظ کشمیری

میں بھی رہ پایا ہے حالانکہ خود فارسی بولنے والوں کو اب اُن میں سے بعض پکوانوں کا تصور بھی قائم نہیں مثلاً ماسوائے کباب، قورمہ، روغن جوش، آب گوشت اور یخنی وغیرہ۔ گوشت کے دیگر پکوان بھی لسانی اعتبار سے فارسی الفاظ پر ہی مشتمل ہیں البتہ ان کا تلفظ کئی طرح کی تبدیلیوں کا پتہ دیتا ہے مثلاً دھنِہ پھول۔ دو لفظوں پر مشتمل اس ترکیب کا پہلا حصہ قدیم فارسی بلکہ زرتشتی دور کی پہلوی سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرا لفظ پھول کشمیری کا ہے دہان منہ کو دہن کہنے کی طرح "ہ" پر قدرے دباؤ کے ساتھ ادا کرکے "دھنِہ" لفظ سے ایسا گوشت و پوست کا ٹکڑا مُراد لیا جاتا تھا جس کو تیل یا گھی میں تل کر نرم اور لال رنگ کا بنایا جاتا تھا۔ کشمیری میں دھنِہ کو ماقبل بنا کر خاص ترکیب سے پکوان تیار کرنے کی ترکیب کا تصور قائم رکھا گیا ہے۔ ایسی ہی دوسری ضیافت تبکہ ماز ہے۔ اس ترکیب میں ماقبل پھول فارسی لفظ اور مابعد پھول سنسکرت لفظ ماس کا کشمیری رُوپ ماز ہے۔ تبکہ کا ماخذ بھی وہ قدیم پہلوی لفظ تاباک ہے۔ جس کا مفہوم شدید گرم پانی میں گھلانے کے بعد گوشت کو یوں تلنے کی ترکیب لیا جاتا ہے کہ اُسکی اوپر والی تہہ سخت خستہ ہوجانے کے باوجود اندر کی پوری چربی ختم نہ ہونے پائے۔ آقای علی اکبر دہخدا نے لغت نامہ میں تاباکھ کا یہی مفہوم ملحوظ رکھکر جو اشعار بغرض توضیح پیش کئے ہیں اُن میں ایک سہل الفہم شعر یہ ہے:

از غم و غصہ دلِ ہر دشمنت
گاہ در تاباک وگاہے در سنج

یہاں تاباک سے اُبھالنے اور تلنے کی دونوں کیفیات والی تیکنیک مُترشح ہوتی ہے۔

کشمیری وازہ وان کی ضیافتوں میں شامل پُلاؤ کو فارسی تلفظ کے تحت پلاؤ کوئی نہیں کہتا بلکہ یہاں تو نمکین پلاو کو ہی زیادہ پسند کیا جاتا ہے البتہ شیرین پلاو کا نام بھی زندہ ہے اس کو فارسی متنجن تلفظ کے برعکس فقط مُتجن کہنے کا رواج ہے گوشت کی رائج درجن بھر قسموں میں کشمیری باورچی یعنی وازہ کی مہارت کا اِمتحان رِستہ اور گوشتابہ نام

کی ایک جیسی تیکنیک ۔ والی ضیافتیں ہوتی ہیں۔ یہ کوٹے ہوئے گوشت یعنی کوفتہ کو سخت پتھروں پر لکڑی کے ہتھوڑوں سے انتہائی ملائم بنا کر اور اضافی چربی ملا کر تیار ہونے والی ضیافتیں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ رستہ کو بغیر دہی کے پکایا جاتا ہے البتہ وازہ وانوں کی ضیافتوں کا خاتمہ بالخیر کرنے والے گوشتابہ کو گھی اور دہی کے اضافی ملاپ سے ہی وہ آب یا رس نصیب ہوتا ہے کہ واقعاً وہی قابل یادگار آب معلوم ہوتا ہے جو آب گوشت کہلائے جانے والی ضیافت سے بھی کہیں زیادہ لذیذ اور مرغوب خاطر تصور ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner